کہ اس کو قبضہ[1] میں کر لے۔

ابن عباس فرماتے ہیں میرے نزدیک ہر چیز کا یہی حکم ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زید بازار سے جو کچھ خریدتا ہے خواہ عمر کی مرضی کے مطابق خریدے وہ اپنا کر کے خریدے پھر وہاں سے اس کو اٹھا کر اپنے قبضہ میں کر کے عمر یا کسی دوسرے سے فروخت کرے۔ خواہ نقد یا ادھار خواہ نفع کے ساتھ یا بغیر نفع کے تو یہ درست ہے اس میں سود کا شبہ نہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ زید نے جب یہ مال اپنا کر کے خریدا ہے خواہ عمر کی مرضی سے خریدا ہو۔ عمر اس کے لینے اور نہ لینے میں مختار ہے۔ زید اس کو شرعاً لینے پر مجبور نہیں کر سکتا کہ میں نے تیری مرضی سے تیری خاطر خریدا ہے۔ تو اس کو ضرور لے لے کیونکہ پہلی بیع عمر کے لئے نہیں بلکہ زید کی اپنے لئے ہے اگر پہلی بیع زید کے لئے نہ ہو تو پھر زید جو کچھ نفع کے نام سے لیتا ہے وہ نفع نہیں بلکہ سود ہے کیونکہ یہ شے جب زید کے قبضہ میں نہیں آئی تو نفع کس شے کا؟ تافہم۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم مورخہ ۱۸ جمادی الثانی

ہبہ کا بیان

وارث کے لئے ہبہ اور ہبہ بلا قبض کا حکم

سوال ۔ ہندہ صاحب جائیداد عورت ہے اور لاولد ہے اس نے اپنی کچھ جائیداد اپنے بھتیجوں میں سے ایک بھتیجے زید کو ہبہ کر کے رجسٹری کرا دی ہے لیکن جائیداد مذکور کو اپنے ہی قبضہ میں رکھا۔ ہندہ کی زندگی میں زید کا انتقال ہو گیا۔ ہندہ نے بعد انتقال زید مذکور کے ہبہ کو منسوخ کرنے کی زبانی کوشش کی اس کے بعد ہندہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ہندہ کا اپنے وارثوں میں سے جس کا حق مقرر ہے ہبہ کرنا جائز ہے؟ ہبہ کردہ جائیداد

---

[1] قبضہ ہر شے کا اس کے مناسب ہوتا ہے منقول شے میں تو منتقل کرنا ظاہر ہے اور غیر منقول میں دوسری طرح کا تصرف ہے مثلاً مکان ہو تو اس کو قفل وغیرہ لگائے زمین ہو تو اس کی حد بندی کرے یا ہل وغیرہ چلائے۔ اسی طرح ہر شے کے حسب حال قبضہ ہوتا ہے۔ ۱۲

اپنے قبضہ میں ہندہ کا رکھنا ہبہ کو منسوخ کرتا ہے یا جائیداد مذکور از روئے شریعت ہندہ کے وارثوں میں تقسیم ہوگی یا زید کے وارثوں میں؟

جواب ۔ ہندہ بقائمی ہوش و حواس صحت و تندرستی میں ایک کو ہبہ کر سکتی ہے صرف اولاد میں برابری کا حکم آیا ہے دوسرے ورثاء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔ ہاں مرض موت میں اس کی اجازت نہیں کیونکہ مرض موت کا ہبہ درحقیقت وصیت ہے حدیث میں ہے لا وصیۃ لوارث یعنی وارث کے لئے وصیت نہیں۔

ہندہ کا ہبہ مذکورہ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ کیونکہ ہبہ میں موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا ہے) کا قبضہ شرط ہے جو ہبہ مذکورہ میں نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو کچھ ہبہ کیا تھا مگر حضرت نے اس پر قبضہ نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ بیمار ہو گئے موت کے آثار نمودار ہوئے تو فرمایا اے عائشہ! تو نے قبضہ نہیں کیا یہ مال ترکہ میں شامل ہے اس میں تیری خصوصیت نہیں۔ تلخیص الحبیر کتاب الہبہ میں یہ روایت مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہندہ کا ہبہ مکمل نہیں ہوا اسلئے دیگر ورثاء اس میں حصہ دار ہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ ۲۱ محرم ۱۳۵۹ھ یکم مارچ ۱۹۴۰ء

جس ہبہ سے شرعی وارث محروم ہوں اس کا حکم

سوال ۔ زید کے ایک لڑکا بکر اور تین لڑکیاں ہندہ۔ کلثوم۔ خدیجہ ہیں۔ زید اپنے لڑکے بکر کے ساتھ رہتا ہے۔ بکر نے اپنی بہنوں اور اپنی لڑکیوں کو محروم الارث کرنے کے خیال سے زید پر ناجائز دباؤ ڈال کر کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو اپنے لڑکوں کے نام سے ہبہ بلا معاوضہ کرا لیا جس کو تقریباً آٹھ نو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن زید اس مکان میں بود و باش رکھتا تھا۔ اور کبھی مکان کا تخلیہ کر کے خالی نہ کرایا۔ چند روز ہوئے کہ زید فوت ہو گیا اور مذکورہ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا۔ ہندہ نے جب اپنے بھائی بکر سے ترکہ طلب کیا تو بکر نے جواب دیا کہ والد کی جو کچھ جائیداد تھی خود ان کے عین حیات میں ہبہ ہو چکی ہے کچھ ذاتی رقم خرچ کے لئے انہوں نے البتہ علیحدہ رکھی تھی اس میں سے جو کچھ بچا ہوگا اس میں سے تم کو ملیگا۔ سوال یہ ہے۔

۱۔ ایسا ہبہ جس سے وارث شرعی محروم رہیں اور غیر وارث کو مل جائے جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ آیا لڑکیوں کو اپنے باپ کی میراث ملے گی یا نہیں اور حضرت نعمان بن بشیرؓ کا واقعہ اکل اولادک نحلت کے ضمن میں یہ داخل ہے یا نہیں۔

۲۔ ہبہ بلا قبض کا کیا حکم ہے۔

جواب ۔ نعمان بن بشیر کی حدیث میں تصریح ہے کہ اولاد میں عدل کرو پس ایک کے نام جائیداد کر دینی خواہ لڑکی ہو یا لڑکا یہ حدیث کے خلاف ہے زید کو کوئی حق نہیں تھا۔ کہ وہ تمام جائیداد بکر کے نام کرتا اور اب بکر کو بھی اجازت نہیں کہ وہ اس جائیداد پر قبضہ کرے۔

تلخیص الحبیر ص ۲۱ میں ہے۔

اَنَّ اَبَا بَکْرٍ نَحَلَ عَائِشَۃَ جَذَّ اَدَ عِشْرِیْنَ وَسْقًا فَلَمَّا مَرِضَ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّکِ حُزْتِیْہِ اَوْ قَبَضْتِیْہِ وَاِنَّمَا ھُوَ الْیَوْمَ مَالُ الْوَارِثِ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ شِھَابِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ بِہٖ وَاَتَمَّ مِنْہُ وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ مِنْ طَرِیْقِ ابْنِ وَھْبٍ عَنْ مَالِکٍ وَغَیْرِہٖ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ نَحْوَہٗ وَتَقَدَّمَ رَوَی الْحَاکِمُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْدٰی اِلَی النَّجَاشِیِّ ثُمَّ قَالَ لِاُمِّ سَلَمَۃَ اِنِّیْ لَاَرَی النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ وَلَاَرَی الْھَدِیَّۃَ الَّتِیْ اَھْدَیْتُ اِلَیْہِ اِلَّا سَتُرَدُّ فَاِذَا رُدَّتْ اِلَیَّ فَھِیَ لَکِ فَکَانَ کَذَالِکَ الْحَدِیْثَ۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کو اسی من (۸۰) کھجور کا پھل ہبہ کیا۔ جب بیمار ہو گئے تو فرمایا میں نے دوست رکھا کہ تو کھجوروں کو قبضہ میں کر لیتی کیونکہ آج وہ وارث کا مال ہے امام مالکؒ نے اس کو موطا میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی اس کو بطریق وھب امام مالک وغیرہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشیؓ کو تحفہ بھیجا۔ پھر ام سلمہؓ کو کہا۔ میں دیکھتا ہوں نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اور جو تحفہ میں نے اس کو بھیجا تھا۔ وہ لوٹایا جائے پس جب واپس آئے تو وہ تیرے لئے ہے چنانچہ اسی طرح ہوا ان دونوں روایتوں سے ثابت ہوا کہ ہبہ میں قبضہ ضروری ہے اگر صرف ہبہ کر دینے سے ہبہ مکمل ہو جاتا تو حضرت ابو بکرؓ حضرت عائشہ رضؓ کو یہ نہ کہتے کہ آج وہ مال وارث کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کو یہ کہتے کہ جب واپس آئے تو وہ تیرے لئے ہے بلکہ اس کے حق دار نجاشی کے ورثا ہوتے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۱۳ ، جولائی ۱۹۳۶ء

اولاد میں ہبہ کے وقت برابری کا حکم

سوال ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اولاد کے درمیان مساوات چاہیئے اگر نکاح کرے تو عموماً

زیورات، پارچات وغیرہ میں والدین کی طرف سے کمی بیشی ہو جاتی ہے اگر ایک کو تعلیم میں لگایا تو اس کے اخراجات کا متحمل بھی والدین ہی ہوتے ہیں، حالانکہ دوسری اولاد پر اتنا خرچ نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح کسی کو مکان لے کر دیا کسی کو کچھ کسی کو کچھ۔ مساوات کا لحاظ نہیں رکھا گیا، تو سوال یہ ہے۔

الف ۔ کہ شریعت نے ہر چیز کے اعطاء بین الاولاد میں مساوات ضروری رکھی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو یہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا اگر جانب مخالف ہے تو لا اشھد علی جور جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے اس کے کیا معنیٰ؟

ب ۔ اِعطاء میں بَیْنَ الْاَوْلَادِ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کا لحاظ ہے یا مساوات ۔

(ایک خریدار تنظیم)

جواب ۔ اکٹھے خرچ میں تو مساوات بیگانوں میں نہیں ہو سکتی ایک گھر میں کس طرح ہو گی، مثلاً سفر میں دو شخص اپنا خرچ ایک جگہ کریں تو ضرور کمی بیشی ہو گی۔ ایک وقت ایک کو بھوک پیاس نہیں ہوتی تو اس کی خاطر دوسرا بھوکا نہیں رہ سکتا کبھی ایک شخص ایک روٹی کھاتا ہے تو دوسرا دو یا تین کھا جاتا ہے اسی طرح بیماری وغیرہ میں پیسے کم و بیش خرچ ہوتے ہیں سب سے احتیاط والی شے یتیموں کا مال ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں سخت وعید ہے کہ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔ اس وجہ سے صحابہؓ نے یتیموں کا کھانا دانا الگ کر دیا مگر جب اس کا نبھنا مشکل ہو گیا تو ارشاد خداوندی ہوا۔ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ یعنی اگر ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ مفسد کو مصلح سے جانتا ہے۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اکٹھے خرچ میں مساوات کی کوئی صورت نہیں، بلکہ ہر ایک کی ضرورت قدر خرچ ہوتا ہے کوئی کھانا زیادہ کھاتا ہے کوئی کم کسی کے وجود پر کپڑے کا خرچ کم ہوتا ہے کسی کے وجود پر زیادہ کیونکہ قد و قامت ان کے برابر نہیں ہوتے۔ کسی کا وجود کمزور ہے اس کو سردی میں زیادہ گرم کپڑے کی ضرورت ہے۔ کسی کو ہلکا کافی ہے کسی کے وجود پر کپڑا جلدی پھٹتا ہے وہ سال میں کئی جوڑے چاہتا ہے کوئی کم خاص کر لڑکیوں کے کپڑوں پر زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ ساتھ ان کے زیور کا خرچ بھی ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ لڑکیوں کی پرورش زیور میں ہوتی ہے۔ پھر بیماریوں وغیرہ کے موقع پر دواؤں پر اور حکیموں ڈاکٹروں کی فیسوں میں ایک انداز پر خرچ نہیں ہوتا۔ اسی طرح بیاہ شادی پر مختلف خرچ ہوتا ہے کیونکہ لڑکی بیگانی ہوتی ہے لڑکی والے جو چاہتے ہیں خرچ کراتے ہیں اس طرح

لڑکیوں کی شادی میں ایک قسم کے لڑکے نہیں ملتے۔ اور نہ لڑکیاں ایک صفت ایک لیاقت کی ہوتی ہیں تو پھر خرچ میں برابری کی کیا صورت ہے اس طرح اولاد کی تربیت میں تفاوت ہوتا ہے ان کی لیاقت، استعداد و ذہانت طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں کسی کو طبابت۔ ڈاکٹری کسی کو انجینئری کسی کو تجارت کسی کو عالم دین بنا کر خادم اسلام بنا دیا جاتا ہے، اور لڑکیوں کو بھی ان کے حسب حال تعلیم دی جاتی ہے تو ان کے خرچ واخراجات برابر کس طرح ہو سکتے ہیں؟

دیکھئے بیویوں میں بھی برابری کا حکم ہے مگر اس قسم کے امور میں ان کے درمیان بھی تفاوت ہو جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے مہر مختلف تھے۔ دیسے مختلف، ان سے بات چیت مختلف تھی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں کو سفر میں ساتھ لے گئے مگر رات کو اپنی سواری حضرت عائشہؓ کی سواری کے ساتھ رکھتے اور انہی سے بات چیت کرتے حضرت حفصہؓ کو اس بات سے بڑی غیرت ہوئی چنانچہ یہ لمبا قصہ بخاری باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفرا میں موجود ہے اس طرح محبت میں برابری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ اختیاری شے نہیں، بلکہ طبعی ہے جب تک طبعی میلان نہ ہو مباشرت وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ البتہ گھر میں باری باری جانا اختیاری شے ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باری تقسیم کرنے کے بعد فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قِسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلَا اَمْلِکُ (مشکوٰۃ) کہ یا اللہ یہ میری تقسیم ہے اس شے میں جس کا میں اختیار رکھتا ہوں۔ پس جن کا تو اختیار رکھتا ہے میں نہیں رکھتا اس میں مجھے ملامت نہ کیجیو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حوائج۔ ضروریات اور تربیت میں برابری ناممکن ہے بلکہ ان میں وہی یتیموں والا اصول مدنظر رکھنا چاہیئے یعنی واللہ یعلم المفسد من المصلح خدا مفسد کو اصلاح کرنے والے سے جانتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے ہر ایک کی اصلاح اور بھلائی کی کوشش کرے آگے ان کے اور والدین کے حسب حال کسی بات میں تفاوت ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں۔ ہاں حوائج اور ضروریات کے علاوہ زائد عطیہ میں ضرور برابری چاہیئے چنانچہ بخاری ومسلم کی حدیث میں، جو نعمان بن بشیر سے مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا لَا اَشْھَدُ عَلٰی جَوْرٍ یعنی میں ظلم پر شہادت نہیں دیتا اس میں اسی قسم کے عطیہ کا ذکر ہے اور ایک حدیث میں تصریح آتی ہے کہ سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ فِی الْعَطِیَّۃِ چنانچہ فتح الباری کے حوالے سے اس کا ذکر آگے آتا ہے یعنی ضروریات کے علاوہ کوئی عطیہ دینا ہو تو اس میں برابری ضروری ہے اسی بناء پر علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی

سبب ایسا پیدا ہوجائے جس سے بعض اولاد کو عطیہ دینا پڑے تو اس صورت میں بعض کو دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کوئی دائم المرض ہو، مقروض ہو تو اس صورت میں ان کو خاص کر سکتا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۳۶ میں اس کی تصریح کی ہے اور نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ میں بھی ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ درحقیقت عطیہ نہیں بلکہ ضروریات میں داخل ہے کیونکہ دائم المرض اور مقروض ہونا ایک بڑی ضرورت اور مجبوری ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضروریات تو کجا اس عطیہ میں بھی برابری نہیں جو ضروریات میں داخل ہو۔ رہی یہ بات کہ اس قسم کے عطیہ میں ذکور اناث میں برابری کا حکم ہے یا نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حدیث میں لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے۔ اَکُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ یعنی نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں جب میرے والد نے مجھے ایک غلام ہبہ کرکے رسول اللہ صلی کو اس پر گواہ بنانا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا کیا تمام اولاد اپنی کو تو نے اس کے مثل ہبہ کیا ہے میرے والد نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس ہبہ سے رجوع کرلے اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اپنی باقی اولاد کو بھی اس کی مثل دیا ہے؟ کہا نہیں تو فرمایا اللہ سے ڈرو اور اولاد میں عدل کرو۔ ان الفاظ "اس کے مثل ہبہ کیا ہے یا اس کی مثل دیا ہے" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں ذکور واناث میں فرق نہیں کیونکہ اولاد کا لفظ لڑکے اور لڑکیوں سب کو شامل ہے۔ اور اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ قَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلٰى قَالَ فَلَا اِذًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ تیری اولاد تیرے ساتھ برابر نیکی کرے؟ کہا ہاں فرمایا پس میں اس ہبہ پر شہادت نہیں دے سکتا۔

ان الفاظ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ذکور واناث میں فرق نہیں۔ کیونکہ عموماً والدین چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد ہمارے ساتھ برابر نیکی کرے خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں پس ترجیح اسی کو ہے کہ اس بارہ میں لڑکے اور لڑکیوں میں برابری کرے۔ اور حدیث کی بعض روایتوں میں اگرچہ اولاد کی جگہ بیٹوں کا لفظ آیا ہے مگر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۳۹ میں کہا ہے کہ اگر صرف لڑکے ہی ہوں۔ اور اگر لڑکے لڑکیاں دونوں ہوں تو پھر لڑکوں کا ذکر تغلیباً ہے

اسکے بعد حافظ ابن حجرؒ نے بحوالہ ابن سعد بشیر والد نعمانؓ کی ایک لڑکی بھی ذکر کی ہے جس کا نام ابیہ ہے اس سے ظاہر یہی ہے کہ جن روایتوں میں لڑکوں کا ذکر ہے وہ تغلیباً ہے جیسے والد اور والدہ کو والدین کہہ دیتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث میں تسویہ (برابر کرنے) کا حکم اسی امر کی طرف شہادت دیتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں میں فرق نہیں پھر اسکی تائید میں ایک روایت بھی ذکر کی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔ سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ یعنی لڑکے عطیہ

میں برابری کرو، پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو دیتا۔ اس حدیث کی اسناد میں اگرچہ صاحب نیل الاوطار نے نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ میں سعید بن یوسف ایک راوی ضعیف بتلایا ہے۔ مگر حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: وَ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ یعنی اس کی اسناد حسن ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی ضعف ہوگا۔ جس سے حدیث صحت کے درجہ سے اتر کر حسن کے درجہ کو پہنچ گئی مثلاً حافظہ میں معمولی قصور ہوگا یا اس قسم کا کوئی اور قصور ہوگا۔ بہرصورت اس حدیث سے تائید ضرور ہوتی ہے پس ترجیح اسی کو ہے کہ عطیہ میں لڑکے اور لڑکیوں میں برابری کی جائے۔

تنبیہ

اس حدیث سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ اولاد میں ضروریات اور حوائج کے اندر برابری کا حکم نہیں بلکہ عطیہ میں برابری کا حکم ہے چنانچہ اوپر تحقیق ہو چکی ہے کیونکہ اس حدیث میں تصریح کی ہے کہ اولاد میں عطیہ کے اندر برابری کرو۔

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ مدیر تنظیم ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

اولاد میں ہبہ کے وقت برابری کا حکم، بعض اولاد کو دی گئی جائیداد ترکہ میں شامل ہوگی؟

سوال۔ ایک شخص نے اپنے جوان بیٹے کو علیحدہ کر دیا قریباً سو بیگہ زمین گزارنے کے لئے دیدی۔ اور ایک پختہ مکان دیا جس میں اس کی رہائش تھی۔ اس کا ایک اور بیٹا تھا اور تین بیٹیاں بیاہی ہوئی تھیں ان کو کچھ نہیں دیا۔ اب یہ لڑکا فوت ہوگیا۔ متوفی صاحب اولاد تھا دادا نے وہ زمین گزارہ کے لئے ان کو دے چھوڑی۔ اب دادا بھی مر گیا ہے۔ متوفی کی اولاد کا چچا سے تقاضا ہے نصف حصہ مانگتی ہے شرعاً ان کو زمین جو دادا نے ان کو دے رکھی ہے ملے گی یا بالکل محروم ہو جائیں گے۔

جواب۔ اولاد سے بعض کو دینا اور بعض کو نہ دینا یہ شرعاً ناجائز ہے چنانچہ نعمان بن بشیر والی حدیث اس میں مشہور ہے مشکوٰۃ باب العطایا ہاں پوتوں کو بیٹوں کی موجودگی میں ہبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پوتے وراثت سے محروم ہیں پس پوتوں کو جو دادا نے دیا ہے وہی ان کا حق ہے۔

بعض بیٹوں کا ہبہ بغیر دوسری کی رضامندی کے صحیح نہیں پس جو کچھ باپ دے گیا وہ بھی ترکہ میں شامل کرکے بدستور ترکہ قبضہ تقسیم ہونا چاہیے۔

(عبداللہ امرتسری روپڑی)

واہب کا اپنی ہبہ کی ہوئی شے خریدنا

سوال ۔ دو بھائی ترکہ کے حصہ دار تھے۔ باپ مرگیا۔ ایک بھائی نے اپنا حصہ چھوڑ دیا۔ بھائی کو معاف کردیا۔ اب اس ترکہ میں سے معاف کنندہ کو دوسرے بھائی سے کوئی چیز خریدنا روا ہے یا نہیں؟

جواب ۔ ایسا معاف کرنا ہبہ کی قسم سے ہے اس کے خریدنے میں بظاہر کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہبہ کے خریدنے سے ممانعت کسی حدیث میں مجھے یاد نہیں ویسے بغیر خریدنے کے رجوع کی ممانعت آئی ہے۔ ہاں اگر معاف کرنے والے نے اپنے بھائی پر صدقہ کی نیت کی تھی تو خریدنا منع ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ

ورثاء بدقماش ہونے کی صورت میں ان کو ترکہ سے محروم کرنا اور جائیداد کو اسلامی ادارہ کے لئے ہبہ کرنا جائز ہے؟

سوال ۔ لڑکا مشرک۔ بدعتی۔ بدقماش ہے۔ جو اپنے باپ کا نافرمان ہے۔ بیوی بھی لڑکے کی ہم نصاف ہے بغرض طلاق اس کو ہیں کہہ کر اس کو الگ کیا ہوا ہے۔ لڑکی کو ترکہ کے حصے سے دو ہزار روپیہ دے دیا ہوا ہے۔ اب زید کا خیال ہے کہ میرے بعد اگر جائیداد ورثاء کو ملی تو حرام راستہ پر جائے گی زید چاہتا ہے۔ کہ اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کسی اسلامی ادارہ کو ہبہ کر جائے کیا یہ جائز ہے۔ عبدالواحد گوجرانوالہ

جواب ۔ صورت مسئولہ میں بیوی کی عدت پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے بیوی نہیں رہی اب اس کا کوئی حق نہیں۔ اور بیٹا مشرک ہے اور مشرک کافر ہے اور کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ ہاں لڑکی وارث ہو سکتی ہے اگرچہ اس کو دو ہزار روپیہ دے کر الگ کر دیا ہے۔ لیکن اس سے اس کی وراثت کا حق قطع نہیں ہوتا۔ کیونکہ وراثت موت کے وقت ہوتی ہے اگر موت کے وقت زید کے پاس کچھ مال ہوگا۔ تو لڑکی ـــــ وارث ہوگی اور اگر موت سے پہلے صحت اور تندرستی میں زید سارا مال کسی ادارہ وغیرہ کو دیدے تو اس صورت میں لڑکی کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ اس کی زید کو شرعاً اجازت ہے جیسے مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے نصف مال دیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے سارا مال دیا۔ رہا بیماری میں دینا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بیماری لمبی ہو جس میں موت کا واقعہ ہونا کم ہوتا ہے۔ جیسے

دمہ، کھانسی، بواسیر وغیرہ جو عمر بھر ساتھ رہتی ہیں اور کچھ علاج معالجے سے صحت بھی ہو جاتی ہے تو ایسا بیمار تندرست کے حکم میں ہے۔ کیونکہ کو ماً تھوڑا بہت انسان بیمار رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اس زہر سے فوت ہوئے جو ہجرت کے موقعہ پر غارِ ثور میں کسی شے کے کاٹنے سے اندر سرایت کر گیا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی زہر سے فوت ہوئے جو ۷ھ میں خیبر کے موقع پر یہود نے دعوت کے بہانے سے بکری کے گوشت میں آپ کو کھلایا تھا۔ آپ کے تالو کی ہڈی جس کو پنجابی میں کانی کہتے ہیں، اس زہر کے اثر سے کالی ہو گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ کو آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ مجھے اس سے تکلیف رہتا ہے۔ اور وفات کے وقت فرمایا کہ اب اس زہر کے اثر سے میری شہ رگ کٹ گئی ہے۔ اس قسم کے واقعات سے ثابت ہوا کہ ایسی بیماری تندرستی کے حکم میں ہے اور نہ حضرت ابوبکرؓ سارا مال دیتے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے۔ اور اگر خطرناک بیماری ہو جس میں عموماً موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کی پھر دو حالتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے بعد صحت ہو جائے تو اس بیماری کے اندر تصرفات تندرستی کا حکم رکھتے ہیں اور اگر اس بیماری میں موت واقع ہو گئی تو یہ مرض الموت ہے اور مرض الموت کے تصرفات وصیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جو تہائی مال تک جاری ہو سکتی ہے چنانچہ تلخیص الحبیر اور محلی ابن حزم وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو باغ کی کھجوریں ہبہ کیں۔ حضرت عائشہ سے کسی وجہ سے کاٹنے میں دیر ہو گئی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکرؓ مرض الموت سے بیمار ہو گئے ________ جس سے موت کے آثار ظاہر ہو گئے چونکہ ہبہ میں قبضہ شرط ہے۔ بغیر قبضے کے ہبہ مکمل نہیں ہوتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے بیٹی! اگر تو میری بیماری سے پہلے قبضہ کر لیتی تو تیری چیز ہو جاتی۔ اب یہ مال وارث کا ہے یعنی دوسرے وارثوں کی طرح تجھے اس سے حصہ ملے گا اب ہبہ نہیں رہا۔ اور اس کو وصیت اس لئے نہیں بنایا کہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ صورت مسؤلہ میں دیکھنا چاہیئے کہ بیماری کس قسم کی ہے۔ سو اس کے مطابق فیصلہ ہو گا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

وقف کا بیان

ایک مسجد یا مدرسہ کا مال دوسری مسجد یا مدرسہ پر خرچ کرنا۔

سوال۔ وقف شدہ مال کسی متعین مسجد و مدرسہ کا دوسری جگہ کسی دینی امر میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس مسجد و مدرسہ سے بچ رہے اور اس میں ضرورت نہ ہو۔